نجات

ایمان سے یا اعمال سے؟

برادر سموئیل

نجات

ایمان سے یا اعمال سے؟

برادر سموئیل

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مزید معلومات کے لئے

EveryHome

57-H, P.E.C.H.S, Block-6, 75100-Karachi.
1761-D, Block-J, Nishat Colony, Lahore Cantt.
021-34380601,042-37138056, 0345-2013580
everyhomepk@gmail.com, **UAN:** 0304-1110720

۱)	مسئلے کی جڑ	4
۲)	پہلا پتھر مارنا	6
۳)	ہمارا ضمیر خدا کی شریعت کا نقش ہے	8
۴)	خُدا کے غضب کا رُخ موڑنا	11
۵)	توبہ اور ایمان	14
۶)	زکائی کی سچی توبہ	17
۷)	مجھے نجات کی ضرورت کیوں ہے؟	20
۸)	نجات ایمان سے ملتی ہے یا اعمال سے؟	22
۹)	نئی پیدائش	26
۱۰)	اس کے بعد کیا کریں؟	29
۱۱)	ایک انتباہ	32

مسئلے کی جڑ

کیا آپ کو اپنے گناہوں کا احساس ہوتا ہے؟
اگر نہیں ہوتا تو کچھ گڑ بڑ ہے!

آپ بھی ہم میں سے بہتیروں کی مانند ہیں جنہیں اپنے گناہ کا احساس تو ہوتا ہے لیکن وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ میں نے تو کبھی داؤدؔ کی طرح زنا یا قتل نہیں کیا۔ لیکن ایک ایسا گُناہ بھی ہے جو دوسرے سب گناہوں کی جڑ ہے اور وہ ہے خود غرضی۔ داؤدؔ کے گناہوں کی بنیادی وجہ خود غرضی تھی کیونکہ وہ اپنے مفاد کی تلاش میں تھا۔

خود غرضی کے بارے میں یسوع مسیح کا دوسرا بڑا حکم یہ ہے کہ
ہم اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھیں (متی ۲۲:۳۶۔۴۰)۔

کتابِ مُقدس میں مرقوم ہے کہ بے غرض محبت رکھنے کا حکم، عہدِ عتیق کے تمام حکموں کا نچوڑ ہے کیونکہ جو دوسروں سے محبت رکھتا ہے اس نے شریعت پر پورا عمل کیا۔

''کیونکہ یہ باتیں کہ زنا نہ کر۔ خون نہ کر۔ چوری نہ کر۔ لالچ نہ کر اور اِن کے سوا اور جو کوئی حکم ہو ان سب کا خلاصہ اس بات میں پایا جاتا ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔ محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی۔ اس واسطے محبت شریعت کی تعمیل ہے'' (رومیوں ۱۳:۹۔۱۰)۔

لوگ اپنی خود غرضی کے نتیجہ میں ہی زنا کاری، خون، چوری اور لالچ کا ارتکاب کرتے

خودغرضی کا کوئی بھی قدم اُٹھا لیتے ہیں تو ہم بھی زنا کاروں اور خونیوں جیسی گناہ آلودہ نیت رکھنے کے باعث گنہگار ٹھہرتے ہیں۔

یسوعؔ نے اپنے مشہور ''پہاڑی واعظ'' میں اِسی سچائی کی پورے طور سے تعلیم دی کہ ''تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدرِ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اُس کو احمق کہے گا وہ آتش جہنم کا سزاوار ہوگا'' (متی ۵:۲۱۔۲۲)

نفرت جو کسی خونی کو مجرم ٹھہرا کر جہنم رسید کرتی ہے وہی غصہ کرنے والے شخص کو بھی جہنم کا سزاوار ٹھہراتی ہے کیونکہ دونوں ہی خودغرض ہیں۔ خُداوند یسوعؔ کی بات یہاں ختم نہیں ہوتی؛ ''تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا'' (متی ۵:۲۷۔۲۸)۔

یادرکھیں! وہ خودغرضی جو زنا کاری کا مرتکب ٹھہراتی ہے وہی بری خواہش میں بھی پھنساتی ہے۔

پہلا پتھر مارنا

شاید آپ عہدِ جدید کی اس کہانی سے واقف ہوں جس میں ایک عورت زنا میں پکڑی گئی۔ فریسیوں نے اُسے عین فعل کے وقت پکڑا تھا اور وہ اُسے خُداوند یسوعؔ کے سامنے لائے تا کہ اُسے آزمائیں۔ اُنہوں نے یسوعؔ کو یاد دلایا کہ موسیٰ کی شریعت کے مطابق ایسی عورت کو سنگسار کرنے کا حکم تھا۔

یسوعؔ کا سادہ مگر گہرا جواب، ایک ایسے اصول کا اعادہ تھا جس کو ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں "۔۔۔جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اس کو پتھر مارے" (یوحنا۸:۷)

یہ کہنے کے بعد، یسوعؔ جھک کر زمین پر لکھنے لگا۔ کتابِ مُقدس بیان کرتی ہے کہ اس عورت پر الزام لگانے والے ایک ایک کر کے نکلنے لگے، پہلے بڑے اور پھر چھوٹے۔ یسوعؔ نے زمین پر کیا لکھا تھا؟ خداؔ جانے، مگر دو باتیں اس واقعہ میں بڑی واضح ہیں۔

اول: یہ کہ زنا ایک گناہ ہے۔ جب سب چلے گئے تو یسوعؔ نے اس عورت سے کہا "جا پھر گناہ نہ کرنا"۔

دوم: دوسروں کو مجرم ٹھہرانا بھی گناہ ہے۔ وہ خود ساختہ راستباز جو اُس دن پتھر اُٹھائے ہوئے تھے خود اس بات کے حقدار تھے کہ اُنہیں اس عورت کی مانند سنگسار کیا جاتا۔

ہم سب اس اعتبار سے گنہگار رہیں کہ ہم ذاتی مفاد کی خاطر دوسروں کی عدالت کرتے

ہیں جو اُسے گنہگار ٹھہرا کر سنگسار کرنا چاہتے تھے حالانکہ وہ بھی اِسی سزا کے حقدار تھے جو وہ ریا کاری کے ساتھ اس کے لئے طلب کر رہے تھے، وہ خود اپنی نگاہ میں گنہگار ہوئے اور کوئی عذر پیش نہ کر سکے۔

جیسا کہ عیب جوئی کرنے والے، اپنے پڑوسیوں کی عیب جوئی کرتے پھرتے ہیں۔ کام چور ملازمین اپنے مالک کے وقت کی چوری کرتے ہیں، میرے ساتھی زیادہ تنخواہ کے لئے رونا روتے ہیں۔ خود کو زیادہ مذہبی سمجھنے والے لوگ چرچ نہیں جاتے۔ بُری خواہشات کے مارے صحافی برگشتہ ہوجانے والے مبشروں کے بارے میں لکھنا پسند کرتے ہیں۔ شہری اپنے ٹیکس کی ادائیگی میں یہ کہہ کر بدعنوانی کرتے ہیں کہ وہ ''بدعنوان حکومت'' کو مزید ایک پیسہ نہیں دیں گے۔ عوام ان خود غرض سیاستدانوں کی بات کرتے ہیں جس کو انہوں نے اس لئے منتخب کیا کہ ان کے اغراض کی خدمت کرے۔ اس کے نتائج تو بھگتنا پڑیں گے۔

''اسلئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں''

(رومیوں ۳: ۲۳)

ہمارا ضمیر خداؔ کی شریعت کا نقش ہے

رومیوں کی کتاب کے دوسرے باب میں، لکھا ہے کہ یہودیوں کو خُدا نے پتھر کی تختیوں پر خُود اپنے ہاتھ سے دس احکام لکھ کر دیئے، مگر غیر یہودی لوگوں کو یہ استحقاق کبھی نہیں ملا۔ تاہم پولُس بیان کرتا ہے کہ ہر غیر یہودی کے دل پر خداؔ نے خود اپنی الٰہی شریعت نقش کی ہے۔ خداؔ کی اس باطنی شریعت کو ہم اپنا ضمیر کہتے ہیں۔

''اسلئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔ چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دلوں پر لکھی ہوئی دکھاتی ہیں اور اُن کا دل بھی ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور اُن کے باہمی خیالات یا تو ان پر الزام لگاتے ہیں یا انکو معذور رکھتے ہیں۔ جس روز خداؔ میری خوشخبری کے مطابق یسوعؔ مسیح کی معرفت آدمیوں کی پوشیدہ باتوں کا انصاف کرے گا'' (رومیوں ۲: ۱۴۔۱۶) اخلاقی ہدایات باہر سے نہیں بلکہ اندر سے ملتی ہیں تا کہ ہم خود غرضی کی آزمائش کا مقابلہ کر سکیں۔

خداؔ نے ہمیں یہ ضمیر کیوں دیا ہے اور اس کی اتنی اہمیت کیوں ہے؟ کیا ہم نے اپنے ضمیر (اندر) کی آگاہی کو پامال کیا ہے۔ ہم میں سے زیادہ تر لوگ خود غرضی سے بھرپور زندگی بسر کر رہے ہیں اور راستبازی کے نیک کام بھی خود غرضی کی نیت سے

کی پاسداری صرف اسی ڈر سے کرتے ہیں کہ کہیں پکڑے نہ جائیں۔ ہم دوسروں کو تحائف اسی لئے دیتے ہیں تاکہ وہ شخص ہماری عزت زیادہ کرے۔ اکثر و بیشتر ہمارے تحائف، رشوت کے زمرے میں آتے ہیں اور اگر تحفے پر خرچ کی گئی رقم کے موافق ہمارا شکریہ ادا نہ کیا جائے تو ہم اس شخص کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا بے غرض محبت ہے۔ ''لیکن یہ جان رکھ کہ اخیر زمانہ میں بُرے دن آئیں گے کیونکہ آدمی خودغرض۔ زردوست۔ شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو۔ ماں باپ کے نافرمان۔ ناشُکر۔ ناپاک۔ طبعی محبت سے خالی۔ سنگ دل۔ تہمت لگانے والے۔ بے ضبط۔ تُند مِزاج۔ نیکی کے دشمن۔ دغاباز۔ ڈھیٹھ۔ گھمنڈ کرنے والے۔ خُدا کی نسبت عَیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہوں گے'' (۲۔ تیمتھیس ۳:۱۔۴)

اگر خُدا ناانصافی کے جواب میں خاموش رہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ظالم کو مظلوم سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک محبت کرنے والا خدا کبھی کسی کو سزا نہیں دے گا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ محبت کرنے والا خدا، خودغرض اعمال کی سزا ضرور دیتا ہے۔

ذرا تصور کریں کہ آپ دو بچوں کے والد یا والدہ ہیں۔ آپ کا ایک بچہ تو بہت نیک ہے مگر دوسرا بڑا شریر ہے۔ شریر بچہ ہمیشہ نیک بچے کو نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ ایسا کہ

سے یکساں پیار کرتے ہیں مگر کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ شریر بچے کو کبھی سزا نہیں دیں گے کہ وہ نیک بچے کو مارتا پھرے؟ یقیناً ایسا نہیں ہوگا۔ اگر آپ شریر بچے کی تربیت نہیں کریں گے تو ہمسائے یہ کہیں گے کہ "ہمارا پڑوسی تو عجیب ہی باپ یا ماں ہے"۔ کیا یہ درست نہیں کہ وہ آپ کو الزام دیں گے کہ آپ ایک محبت کرنے والے ماں یا باپ نہیں۔ اگر آپ تکلیف سہنے والے بچے سے واقعی محبت کرتے ہیں تو آپ اس خودغرض بچے کی تربیت کے لئے اُسے سزا ضرور دیں گے کیونکہ آپ کو بھی اس سے محبت ہے اور آپ نہیں چاہتے کہ وہ جوان ہو کر آوارہ، بدمعاش بن جائے۔

خدؔا اس سے قطعی مختلف نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ اس کی ہم سے محبت ماں باپ کی اپنے بچوں سے محبت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لئے جب سزا کی بات آئے گی تو وہ ضرور ہی خودغرض بچوں کو زیادہ سزا دے گا۔ اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ خدؔا محبت کرتا ہے تو آپ کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ آپ یہ بھی مانیں کہ وہ خودغرض کو سزا بھی دیتا ہے اگر وہ نافرمانوں کو سزا نہ دے تو وہ بالکل محبت کرنے والا نہیں ہے۔

بیشتر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خُدا کا ازلی منصوبہ تھا اور یسوعؔ اس بات کو جانتا تھا کہ وہ مرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ''کیونکہ ابنِ آدم (یسوع مسیحؔ) اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔'' (مرقس ۱۰:۴۵)۔

یسوعؔ کی بیت لحمؔ میں پیدائش سے سات سو سال قبل یسعیاہؔ نبی نے اُس کی آمد کے مقصد کے بارے میں پیشنگوئی کی تھی کہ ''وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تا کہ اُس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔ ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا پر خداوندؔ نے ہم سب کی بدکرداری اُس پر لادی۔۔۔ اپنے ہی عرفان سے میرا صادق خادم بہتوں کو راستباز ٹھہرائے گا کیونکہ وہ اُن کی بدکرداری خود اُٹھا لے گا'' (یسعیاہ ۵۳: ۵۔۶، ۱۱) پولسؔ رسول لکھتا ہے کہ یسوعؔ کی بطورِ عوضی قربانی و موت مسیحی ایمان کی اہم ترین رُوحانی حقیقت ہے ''چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیحؔ کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مؤا۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳)

یوحناؔ رسول خداؔ کی اس محبت کا ذکر کرتا ہے جو اُس کے بیٹے کی قربانی کے وسیلہ سے

ظاہر ہوئی: ''جو محبت خداؔ کو ہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی کہ خداؔ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا ہے تا کہ ہم اس کے سبب سے زندہ رہیں۔ محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خداؔ سے محبت کی بلکہ اس میں ہے کہ اس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا'' (۱۔یوحنا ۴:۹۔۱۰)۔

یسوعؔ کی قربانی کا ہمیں جو سب سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم خداؔ کے غضب سے بچ گئے ہیں (رومیوں ۵:۹)۔

یسوعؔ کو مجبور کیا گیا کہ وہ خود اپنی بھاری بھر کم صلیب اپنی تار تار کمر پر اٹھا کر چلے اور وہ چلا جب تک کہ تھک کر اپنے گھٹنوں پر گر نہ گیا۔ صلیب دینے کی جگہ پر پہنچ کر مصلوب کرنے والوں نے اس کے کپڑے کھینچ کر اتار دیئے اور اُسے برہنہ کر دیا اور اُس کے بازو جو زخموں سے چور تھے کھینچ کر پھیلا دیئے۔ بڑے ظالمانہ طریقے سے اُنہوں نے ہتھوڑے مار مار کر بھاری کیل اس کی دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں میں جڑ دیئے۔ آخر کار اس طرح اُسے صلیب پر جڑ کر اس کی صلیب کو سیدھا کھڑا کر دیا۔

مصلوب بدن کی حالت یہ تھی کہ پورے بدن کا وزن اِن کیلوں کے سہارے کھڑا تھا جو اُس کے پاؤں اور ہاتھوں میں ٹھونکے گئے تھے۔ یہ ساری اذیت نہایت تکلیف دہ تھی۔ سانس لینا محال تھا۔ اگر مجرم سانس لینا چاہتا تو اُسے اپنے پورے وجود کو اپنے پیروں میں لگے کیل کے سہارے اُوپر کی جانب اُٹھانا پڑتا تا کہ اپنے پھیپھڑوں پر مطلوبہ دباؤ ڈال کر سانس کی آمدورفت بحال کر سکے۔

کمر کوڑے کھا کھا کر تار تار ہو تو ایسا کرنا کس کے بس کی بات ہے۔ سانس کے عمل

کے باعث مرجاتے تھے کیونکہ ایک بار سانس لینے کے لئے بدن کواُوپر اُٹھانے کی جو قوت درکار ہوتی تھی وہ طاقت آخرکار دم توڑ دیتی تھی۔ یہی سبب تھا کہ رُومی سپاہیوں نے بالآخران دونوں ڈاکوؤں کی ٹانگیں توڑ ڈالی تھیں جو یسوعؔ کے دونوں اطراف میں مصلوب کئے گئے تھے۔جس سے اُن کی موت آسان ہوگئی۔

چند گھنٹے مصلوب رہنے کے بعد یسوعؔ نے خود ہی جان دے دی۔ یہ ہے خداؔ کا انصاف اورراستبازی کا معیاراورثبوت کہ خداؔ آپ سے کتنا پیار کرتا ہے۔

''کیونکہ جب ہم کمزورہی تھے تو عین وقت پر مسیحؔ بے دینوں کی خاطر مؤا۔کسی راستباز کی خاطربھی مشکل سے کوئی اپنی جان دے گامگر شاید کسی نیک آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جُرأت کرے۔لیکن خدااپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگارہی تھے تومسیحؔ ہماری خاطر مؤا۔پس جب ہم اُس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اُس کے وسیلہ سے غضبِ الٰہی سے ضرور ہی بچیں گے کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے خُدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا میل ہوگیاتو میل ہونے کے بعدتو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے اورصرف یہی نہیں بلکہ اپنے خداوند یسوعؔ مسیحؔ کے طفیل سے جس کے وسیلہ سے اب ہمارخداؔ کے ساتھ میل ہوگیاخداؔ پرفخربھی کرتے ہیں۔(رومیوں ۵:٦۔١١)

توبہ اور ایمان

خدؔا نے یسوعؔ کے وسیلہ سے جو برکات مہیا کی ہیں ہم ان کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ کتابِ مُقدس میں دو شرائط بیان کی گئی ہیں ''توبہ اور ایمان''۔

ان میں سے کوئی ایک شرط پوری کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ دونوں شرائط اکٹھی پوری کرنے سے خدؔا کی نجات کا دروازہ کھل سکتا ہے اور پھر یہ ہماری زندگی کے لئے مؤثر ہوگا۔ آیئے پہلے توبہ کا جائزہ لیں۔

ہم میں سے بیشتر لوگ، جب ''توبہ'' کا لفظ سنتے ہیں تو فوراً کسی ایسے جوشیلے منادکا تصور کرنے لگتے ہیں جو اپنی راستبازی کی بڑھکیں مارتا ہوا شہر میں آتا ہے تاکہ لوگوں کو اُن کے گناہوں پر مجرم ٹھہرائے۔ اس کا پیغام لوگ قبول نہیں کرتے کیونکہ وہ صرف لوگوں کے گناہوں اور آنے والے عذاب کی منادی کرتا ہے۔ اُس کے سامعین یہ سوچ اپنا لیتے ہیں کہ اگر وہ صرف اپنی روشیں درست کرلیں تو ان کو آسمان پر جگہ مل جائے گی۔

اس قسم کا پیغام لوگوں کو نسلِ انسانی کے لئے خدؔا کے حقیقی منصوبہ کی درست تصویر دکھانے سے خالی رہ جاتا ہے۔ گنہگاروں کو یسوعؔ کے صلیبی کفارہ کا ذکر کئے بغیر یہ بتانا کہ وہ صرف اپنی روشوں کو پاک کریں رُوحانی جرم ہے۔ پھر بھی کتابِ مقدس صاف صاف بتاتی ہے کہ نجات پانے کیلئے توبہ کرنا ازحد ضروری ہے۔ کوئی شخص خدؔا سے معافی پانے کی اُمید نہ کرے جب تک کہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلے۔ اس

کم اہمیت دی جاتی ہے۔

نجات پانے کے لئے توبہ ضروری ہے اس کا مطلب تمام گناہوں اور خودغرضی سے پھرنا، خداؔ کی فرمانبرداری کرنے کا آغاز کرنا۔ یسوعؔ کو اپنا مالک بنالینا اور خود اس کے غلام بن جانا، اپنے لئے نہیں بلکہ خداؔ اور دوسروں کے لئے جینا۔ توبہ کرنے کے لئے ہمیں فقط اپنے ذہن کو بدلنے سے بڑھ کر اور کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

> یوحناؔ اصطباغی، جس کا پیغام ہی لوگوں کو توبہ کی طرف بلانا تھا۔ توبہ کے ساتھ اعمال کی تبدیلی کی منادی کرتا ہے۔ ''پس توبہ کے موافق پھل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنا شروع نہ کرو کہ ابرہامؔ ہمارا باپ ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خداؔ ان پتھروں سے بھی ابرہامؔ کے لئے اولاد پیدا کرسکتا ہے۔ اور اب تو درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے'' (لوقا ۳:۸۔۹)

سچی توبہ پھل لائے گی یعنی اعمال بدل جائیں گے۔

ذرا غور کیجئے کہ یوحناؔ اصطباغی نے بتایا کہ جو لوگ توبہ نہیں کریں گے وہ جہنم میں

نے جواب میں ان سے کہا جس کے پاس دو کُرتے ہوں وہ اُس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے" (لوقا ۳: ۱۰۔۱۱)۔

یاد رکھیں! کہ توبہ میں یہ کام ضروری ہے کہ ہم اپنی خودغرضی سے باز آئیں۔ اگر کوئی شخص حقیقی توبہ کرتا ہے تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ غریبوں اور ناداروں پر ترس کھا کر ان کے ساتھ اپنا مال بانٹ لیتا ہے۔ (لوقا ۳: ۱۲۔ ۱۳)

اگر ایک شخص حقیقی توبہ کر لیتا ہے تو اس کا اپنے مالک کے ساتھ دیانتداری پر بھی اثر پڑتا ہے۔

> "۔۔۔ سپاہیوں نے بھی اس سے پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ اُس نے ان سے کہا نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ کسی سے ناحق کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو" (لوقا ۳: ۱۴)۔

اگر ایک شخص سچی توبہ کرے تو وہ چوری کرنا ترک کر دیتا ہے اور لالچ کرنا چھوڑ کر دوسروں کا لحاظ کرتا ہے۔ کیا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ توبہ کے لئے رُویے اور اعمال میں تبدیلی ضروری ہے؟ کیا آپ نے غور کیا ہے کہ یوحنّا سے سوال کرنے والوں نے جو کچھ بھی اُس سے پوچھا اس کے جواب کا خلاصہ یہی تھا کہ "خودغرض بننا چھوڑ دو"

اگر ہم سچی توبہ کریں تو کوئی خودغرضانہ خواہش ہم پر حاوی نہیں ہوگی بلکہ محبت کا ہم پر غلبہ ہوگا۔ ایک مسیحی کی سب سے بڑی پہچان یہی ہے کہ وہ خدا سے اعلیٰ ترین محبت رکھتا ہے اور دوسروں کے ساتھ بے لوث محبت۔

کتابِ مُقدس میں ایک ایسے آدمی کی کہانی جس کا قد چھوٹا تھا وہ محصول لینے والوں کا سردار تھا اور اس کا نام زکائی تھا۔ اس کی کہانی کو سمجھنے کے لئے آپ کو پہلے یسوعؔ کے زمانے میں اسرائیل کی تہذیب کو سمجھنا ہوگا۔ اُس وقت محصول اکٹھا کرنے والے اور ٹھگ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ رُومی حکومت میں سب سے زیادہ بولی دینے والے شخص کو محصول لینے کا حق ہوتا تھا اور جس قدر زیادہ محصول وہ اکٹھا کرتا اسی قدر زیادہ پیسہ وہ اپنے لئے بچا لیتا تھا۔ یہ (خودغرضی) تو انسانی فطرت کا خاصہ ہے اور محصول لینے والے عام طور پر محصول ادا کرنے والے لوگوں کو بڑا دھوکا دیتے تھے۔ زکائی بھی ایک عام محصول لینے والا بددیانت اور دولت مند تھا۔

> ”وہ یریحوؔ میں داخل ہو کر جا رہا تھا۔ اور دیکھو زکائیؔ نام ایک آدمی تھا جو محصول لینے والوں کا سردار اور دولتمند تھا۔ وہ یسوعؔ کو دیکھنے کی کوشش کرتا تھا کہ کون سا ہے لیکن بھیڑ کے سبب سے دیکھ نہ سکتا تھا اس لئے کہ اس کا قد چھوٹا تھا۔ پس اُسے دیکھنے کے لئے آگے دوڑ کر ایک گولر کے پیڑ پر چڑھ گیا کیونکہ وہ اسی راہ سے جانے کو تھا۔ جب یسوعؔ اس جگہ پہنچا تو اوپر نگاہ کر کے اس سے کہا اے زکائیؔ جلد اتر آ کیونکہ آج مجھے تیرے گھر رہنا

ضرور ہے۔ وہ جلد اُتر کر اُسکو خوشی سے اپنے گھر لے گیا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو سب بڑ بڑا کر کہنے لگے کہ وہ تو ایک گنہگار شخص کے ہاں جا اترا'' اور زکائی نے کھڑے ہو کر خداوند سے کہا اے خداوند دیکھ میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا کچھ ناحق لے لیا ہے تو اسکو چوگنا ادا کرتا ہوں۔ یسوعؑ نے اس سے کہا آج اس گھر میں نجات آئی ہے۔ اس لئے کہ یہ بھی ابرہامؑ کا بیٹا ہے۔ کیونکہ ابنِ آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے'' (لوقا۱۹:۱۔۱۰)۔

ہم جانتے ہیں کہ زکائی نے توبہ کی جو کہ اس کے اعمال سے صاف ظاہر ہے۔ یسوعؑ بھی متاثر ہوا کیونکہ اس نے کہا کہ آج اس محصول لینے والے کے گھر میں نجات آئی ہے۔ آج یعنی جس دن اُس نے توبہ کی۔

اگر ہم سچی توبہ کریں، تو ہمیں چاہئے کہ ہم دوسرے لوگوں سے ناجائز نفع وصول کرنا چھوڑ دیں۔ اچھی معیاری چیزوں اور خدمات کی معقول قیمت وصول کر کے پیسہ کمانا اچھی بات ہے مگر لوگوں سے ناجائز پیسہ نکلوانا بُری بات ہے۔

چنانچہ اگر آپ خداؔ کے غضب سے بچنے کے لئے پہلی شرط پوری کرنا چاہتے ہیں تو پھر توبہ کریں۔ خودغرضی سے متعلق تمام وہ کام جن سے آپ واقف ہیں اُنہیں فوراً چھوڑ دیں۔ خداؔ سے معافی مانگیں اگر آنسو چھلک جائیں تو اُنہیں بہنے دیں۔

توبہ نہ تو آپ کو نجات کے لائق بناتی ہے اور نہ ہی آپ کو نجات دلا سکتی ہے۔ صرف

توبہ اور نجات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ ایک کے بغیر دوسری کو حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ یسوعؑ نے خود فرمایا:

"۔۔۔توبہ کرو اور خوشخبری (انجیل) پر ایمان لاؤ" (مرقس ۱:۱۵)

مجھے نجات کی ضرورت کیوں ہے؟

نجات خُدا کا ایک ایسا منصوبہ ہے جس کے ذریعے سے نہ صرف ہم اُسے جان سکتے ہیں بلکہ خُدا کے ساتھ رشتہ استوار کر کے اُس کے دوست بنتے ہیں اور نجات اُس دوستی کی بنیاد ہے۔

بعض اوقات ہر شخص خُدا کے بغیر باطنی خلاء یا کمی محسوس کرتا ہے۔ نجات خدا کی طرف سے انسان کے اس گہرے باطنی خلاء کو پُر کرنے اور کمی کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے کہ نجات آپ کو ابدی زندگی کا اعتماد دیتی ہے۔ جب یسوع مسیح آپکا نجات دہندہ بن جاتا ہے تو آپ کی تلاش ختم ہو جاتی ہے بالا آخر آپ وہ چیز حاصل کر لیتے ہیں جس کے آپ متلاشی تھے یعنی خدا کے ساتھ میل ملاپ اور دوستی۔

دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی اپنی زندگی فکرمندی، خوف اور نا اُمیدی میں گزار رہا تھا یہ جانے بغیر کہ خُدا نے ہمیں کس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ ہماری زندگی سے کیا چاہتا ہے؟ میں اپنے آپ کو فضول مذہبی رسومات، روایات، اعتقادات، سماجی تفرقات اور عقلی خیالات کی قید میں محسوس کرتے ہوئے دوسروں کو نیچا دکھانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا۔ اس لئے کہ میرے ذہن میں بار بار یہ خیال آتا کہ ہر کوئی مجھ سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر میری طرح آپ کی بھی یہی حالت ہے تو آپ خود ترسی کا شکار ہیں ایسا شخص کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتا بلکہ نجات کی تلاش میں رہتا ہے۔

نجات کسی مقررّہ گروہ یا شخصی طور پر ''مخصوص'' مذہبی ضرورتوں کے تحت نہیں ہے بلکہ

آپ انسان کی خستہ حال کیفیت کے بارے میں پڑھ کر بیدل نہ ہوں اس لئے کہ یسوع مسیح نے ہمارے گناہ اپنے اُوپر لے لئے۔ اور وہ ہماری خاطر مؤا اُس نے وہ سزا سہی جس کے ہم حقدار تھے۔ (۲ کرنتھیوں ۵:۲۱، رومیوں ۵:۸)

اُس نے یہ سب کچھ آپ کے لئے کیوں کیا؟ اس لئے کہ گناہ کے سبب سے آپ کی زندگی میں جو خالی پن ہے وہ ختم ہو جائے۔

''کیونکہ خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ (یوحنا ۳:۱۶)

''جب قصوروں کے سبب سے مردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے) اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اس کے ساتھ بٹھایا۔ تا کہ وہ اپنی اُس مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دکھائے۔ کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خُدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تا کہ کوئی فخر نہ کرے''۔ (افسیوں ۲:۵۔۹)

نجات ایمان سے ملتی ہے

یا اعمال سے؟

یہ نہ صرف مذہبی لوگوں کا سب سے اہم سوال ہے بلکہ یہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک کلیسیاء کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے۔

کتابِ مُقدس کے مطابق یہ سوال عام ہے کہ نجات صرف ایمان سے ملتی ہے یا پھر ایمان کے ساتھ اعمال بھی ضروری ہیں؟ کیا میں یسوع پر ایمان لانے سے نجات پا سکتا ہوں یا پھر اچھے کام بھی ضروری ہیں؟

یہ سوال اُس وقت مشکل ہو جاتا ہے جب ہم ایمان کے ساتھ اعمال کو ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چُنانچہ ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے۔ (رومیوں ۳:۲۸) ''پس جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے تو خُدا کے ساتھ اپنے خُداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صُلح رکھیں'' (رومیوں ۵:۱) پس شریعت مسیح تک پہنچانے کو ہمارا اُستاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہریں۔ (گلتیوں ۳: ۲۴) ''پس تم نے دیکھ لیا ہے کہ انسان صرف ایمان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے راستباز ٹھہرتا ہے۔'' (یعقوب ۲: ۲۴)

کچھ فرق ہے جیسے کہ!

درحقیقت پولُس اور یعقوب مکمل طور پر ایک دوسرے سے متفق ہیں مگر کچھ لوگ ایمان اور اعمال کے اس تعلق کے درمیان فرق کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

پولُس اپنی رائے میں صرف ایمان ہی کو واجب گردانتا ہے!

''کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خُدا کی بخشِش ہے۔(افسیوں ۲:۸۔۹)

جبکہ یعقوب ایمان کے ساتھ اعمال کی حمایت کرتا نظر آتا ہے!

''اِسی طرح ایمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مُردہ ہے۔''(یعقوب ۲:۱۷۔۱۸)

دراصل یعقوب اس بات پر زور دے رہا ہے کہ مسیح پر ایمان اچھے اعمال پیدا کرتا ہے۔ ''مگر اے نکمے آدمی! کیا تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے؟ جب ہمارے باپ ابرہام نے اپنے بیٹے اضحاق کو قُربان گاہ پر قربان کیا تو کیا وہ اعمال سے راستباز نہ ٹھہرا؟ پس تو نے دیکھ لیا کہ ایمان نے اُس کے اعمال کے ساتھ مل کر اثر کیا اور اعمال سے ایمان کامل ہوا اور یہ نوشتہ پورا ہوا کہ ابرہام خُدا پر ایمان

لیا کہ انسان صرف ایمان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے راستباز ٹھہرتا ہے۔ اِسی طرح راحب فاحشہ بھی جب اُس نے قاصدوں کو اپنے گھر میں اُتارا اور دوسری راہ سے رُخصت کیا تو کیا اعمال سے راستباز نہ ٹھہری؟ غرض جیسے بدن بغیر رُوح کے مُردہ ہے ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مُردہ ہے۔" (یعقوب ۲: ۲۰ تا ۲۶)

وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ ایمان کے زریعے عمل کا جواز پیش کیا جائے بلکہ اسکے برعکس وہ شخص اچھا ایماندار ہے جو ایمان کے ذریعے اپنی زندگی میں اچھے اعمال رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایماندار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اُسکی زندگی میں اچھے اعمال نہیں تو پھر وہ غالباً مسیح پر حقیقی ایمان نہیں رکھتا۔

پوُلس بھی ایسے ہی اپنی تحریروں میں کہتا ہے کہ اچھے ایماندار اپنی زندگیاں اس فہرست کے مطابق گزاریں۔ "مگر رُوح کا پھل محبت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حلم، پرہیزگاری ہے ایسے کاموں کی کوئی شریعت مُخالف نہیں۔" (گلتیوں ۵: ۲۲۔ ۲۳)

ہمیں ایمان کے ذریعے نجات ملتی ہے نہ کہ اعمال سے "کیونکہ ہم اُسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جنکو خُدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔" (افسیوں ۲: ۱۰)

پوُلس تبدیل شدہ زندگی کے لئے پُراُمید ہے جیسے لکھا ہے کہ "۔۔۔ اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئ ہوگئیں۔" (۲ کرنتھیوں ۵: ۱۷) پوُلس سادگی سے زور دیتا تھا کہ نجات صرف ایمان کے ذریعے

اُس نجات کی شکر گزاری کے طور پر کرتے ہیں جو ہمیں یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کرنے سے ملی کیونکہ مسیح یسوع پر ایمان لانے کے بعد ہماری زندگی کی پرانی سوچیں، فکریں اور خصلتیں یکسر تبدیل ہو جاتی ہیں اور ہم ایک نئے انداز میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں اس لئے کتابِ مُقدس کی تعلیم اسے نئی پیدائش کا نام دیتی ہے۔

دُعا: اے خدا! میں اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں ایک گنہگار ہوں اور تیری راست سزا کا/کی حق دار ہوں۔ میں آپ کا شُکر ادا کرتا/کرتی ہوں کہ آپ نے میرے گناہ کے آخری نتائج سے مجھے خبردار کیا ہے تا کہ میں اپنی ابدی زندگی کو جہنم میں گزارنے سے باز آؤں۔ میں خود غرض تھا/تھی، مگر آج میں توبہ کرتا/کرتی ہوں اور ایمان رکھتا/رکھتی ہوں کہ میری نجات یسوعؔ کی صلیب سے ہے۔ آج سے وہ میرا نجات دہندہ ہے۔ پیارے خُدا آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے نجات بخشی ہے۔

یسوعؔ کے نام میں

آمین!

نئی پیدائش

میں حیران ہوتا ہوں کہ بھدی سی سُنڈی، جب لاروا بننے کے عمل سے گزرتی ہے تو وہ اپنے خول کو سیتی ہے، کیا اُسے علم ہوتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ کیا وہ انجانے میں جبلتی طور پر ایسا کرتی ہے یا وہ بڑے جوش و ہوش کے ساتھ اس بات کی اُمید کرتی ہے کہ ایک نئی اور بہتر مخلوق بن جائے؟ کیا وہ اپنی اس محنت کے دوران ایک خوبصورت تتلی بن جانے کے خواب دیکھتی ہے؟ یقیناً کوئی نہیں جانتا کہ اس دوران یہ سُنڈی کیا سوچتی ہے۔

تو بھی سُنڈی اس بات کی ایک اعلیٰ مثال ہے کہ خدا کس طرح ایک مادی چیز کو ایک نہایت خوبصورت چیز میں بدلنے کی قدرت رکھتا ہے۔ سنڈی ایک وقت تک تو ایک پودے کے اوپر تلے آہستہ آہستہ رینگ رینگ کر چلتی ہے مگر جب تتلی بن جاتی ہے تو دُور دراز اُڑ کر آزادی سے جاتی ہے اور جو چاہتی ہے وہ کرتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ کوئی اس پر نگاہِ کرنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن اب جب وہ پھڑ پھڑاتی ہوئی گزرتی ہے تو ہر دیکھنے والا اس کے حُسن کی نزاکت کو دیکھ کر عش عش کر اُٹھتا ہے۔ پہلے تو بچے اُسے ٹھوکریں مارتے تھے مگر اب وہ ان کی نگاہ کا مرکز بن گئی ہے۔ پہلے کوئی روپ رنگ نہ تھا مگر اب پھول بھی دیکھ کر شرما جاتے ہیں۔

کیا خدا کے لئے یہ ممکن ہے کہ کسی انسان کو نئے طور پر اس طرح پیدا کرے یعنی اُسے

کی سب سے بڑی خوشی دوسروں کی خدمت کرنا ہو؟

نہ صرف یہ ممکن ہے بلکہ خداؔ نے یہ عمل آپ کے باطن میں شروع بھی کر دیا ہے۔ آپ کے اندر تبدیلی کا یہ عمل باطن میں شروع ہوتا ہے اور پھر باہر کی طرف ظاہر ہونے لگتا ہے۔ یسوعؔ نے اس مخفی انسانی تبدیلی کے عجیب کارنامے کا انکشاف، نیکدیمسؔ نامی ایک شخص کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کیا تھا۔

''فریسیوں میں سے ایک شخص نیکدیمسؔ نام یہودیوں کا ایک سردار تھا۔ اس نے رات کو یسوعؔ کے پاس آ کر اُس سے کہا اے ربی ہم جانتے ہیں کہ تو خداؔ کی طرف سے استاد ہو کر آیا ہے کیونکہ جو معجزے تو دکھاتا ہے کوئی شخص نہیں دکھا سکتا جب تک خداؔ اُس کے ساتھ نہ ہو۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خداؔ کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا۔ نیکدیمسؔ نے اُس سے کہا آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے؟ یسوعؔ نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خداؔ کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو رُوح سے پیدا ہوا ہے رُوح ہے۔ تعجب نہ کر کہ میں نے تُجھ سے کہا تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا

کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہے ۔ جو کوئی رُوح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہے“ (یوحنا ۳:۱۔۸)

غور کیجیے ، یسوعؔ نے فرمایا کہ نئے سرے سے پیدا ہوئے بغیر، آسمان کی بادشاہی میں داخلہ ممکن نہیں۔ پھر اُس نے نیکدیمسؔ کو یہ بھی بتایا کہ جب کوئی یسوعؔ اور اس کے صلیبی کفارہ پر ایمان لے آتا ہے تو وہ نئے سرے سے پیدا ہوجاتا ہے (دیکھیں یوحنا ۳: ۱۴۔۱۶)۔

یسوعؔ نے ہمیں نئے سرے سے پیدا ہونے کی اصطلاح کے حقیقی معنی سمجھا دیئے مگر یہ ہماری بدبختی ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ اصطلاح کثرتِ استعمال کے سبب سے بگڑ کر حقیقی معنی کھو بیٹھی ہے۔ ہر کوئی اپنے اپنے نئے سرے سے پیدا ہونے کے تجربہ کو بیان کرتا ہے، سچائی کا جائزہ لیں۔

اب آپ خداؔ کی نگاہ میں ایک رُوحانی نومولود بچے کی مانند ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ آپ رُوحانی طور پر نشوونما پائیں۔ وہ چاہتا ہے کہ آپ یسوعؔ کی مانند بنتے جائیں۔ اس میں کچھ وقت لگے گا اور آپ کو کچھ کوشش بھی کرنی پڑے گی۔

اب میں آپ کو مختصر طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے رُوحانی سفر کا آغاز کرنے کے لئے آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ یاد رکھیں ہمارا مقصد، یسوعؔ کی مانند بننا ہے۔

(ا) **کتابِ مُقدس کا مطالعہ کریں:** ظاہر ہے اگر آپ یسوعؔ کی مانند بننا چاہتے ہیں تو آپ کو اُس کے بارے میں مزید جاننے کی ضرورت ہے۔ نئے عہد نامہ میں، یسوعؔ کی حیاتِ اقدس پر مبنی چار تحریریں موجود ہیں جنہیں اناجیل کہا جاتا ہے۔ ان کے مصنفین متیؔ ، مرقسؔ، لوقاؔ اور یوحناؔ ہیں اور ہر مصنف یسوعؔ کی سوانحِ حیات کو قدرے مختلف نقطۂ نظر سے بیان کرتا ہے اس لئے آپ کو یہ چاروں اناجیل پڑھنے کی ضرورت ہے۔

اناجیل کے بعد اعمال کی کتاب ابتدائی کلیسیا، اس کے قائدین اور انجیل کے پھیلاؤ کے بارے میں بتاتی ہے۔

اس کے بعد آپ کو خطوط کا ایک مجموعہ ملے گا جو کہ ابتدائی کلیسیاء کو لکھے گئے اور یہ خطوط پولسؔ، یعقوبؔ، پطرسؔ، یوحناؔ اور یہوداہؔ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان اشخاص نے

آپ ان خطوط کو خدا کی جانب سے ذاتی محبت ناموں کے طور پر پڑھ سکتے ہیں۔
میں آپ کو اس بات کی ضمانت دے سکتا ہوں کہ جب آپ کتابِ مُقدس کا پہلی مرتبہ مطالعہ کریں گے تو آپ کچھ باتوں کو سمجھ نہیں پائیں گے مگر فکر کی کوئی بات نہیں۔ فقط یہ کریں کہ جس جس بات کی آپ کو سمجھ آتی جائے اس کا اطلاق کرتے جائیں۔ آپ کتابِ مُقدس کا جتنا مطالعہ کرتے جائیں گے اتنا ہی آپ اس کو سیکھتے جائیں گے۔ کتابِ مُقدس ایسی واحد اور حیرت انگیز کتاب ہے جسے آپ ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کے بعد بھی اس میں پوشیدہ کل علم سے واقف نہیں ہو سکتے۔ میں آپ کو یہ رائے دوں گا کہ روزانہ کتابِ مُقدس کے کسی نہ کسی حصہ کا مطالعہ ضرور کریں۔

(۲) ایک کلیسیا کی تلاش کریں: آپ کو کسی ایسی کلیسیا کے ساتھ باقاعدہ رفاقت کی ضرورت ہوگی جہاں کتابِ مُقدس کی منادی بڑی وفاداری سے کی جاتی ہو۔ بدقسمتی سے، حقیقی انجیل کی منادی سب کلیسیاؤں میں نہیں ہوتی اس لئے آپ کو محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

(۳) انجیل کو دوسروں تک پھیلانا: بے شک آپ پہلے ہی اس بات کی تحریک محسوس کر چکے ہیں کہ جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اُسے دوسروں کو بھی بتائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر وہ توبہ نہ کریں اور انجیل پر ایمان نہ لائیں تو ان کی ابدی زندگی جہنم میں گزرے گی۔ آپ کے اندر کی الٰہی محبت آپ کے دل کو غیر نجات یافتہ لوگوں کے لئے ترس سے بھر دے گی۔ میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ آپ آہستہ آہستہ اپنے نئے ایمان کے بارے میں دوسروں کو بھی بتانا شروع کریں۔
جیسے جیسے آپ رُوحانی طور پر بڑھتے جائیں گے آپ کے دوست احباب آپ کے

مزید گہرا کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ آپ چرچ میں موجود ہوں کیونکہ اب وہ رُوح القدس کے وسیلہ سے ہمہ وقت آپ کے ساتھ اور آپ کے اندر موجود ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ آپ دن بھر اس کی رفاقت سے محظوظ ہوتے رہیں۔

جب آپ دعا کریں تو آپ کو زیادہ "آپ آپ" کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ خدا کے ساتھ بالکل ویسے ہی گفتگو کریں جیسے آپ اپنے باپ سے بات کرتے ہیں کیونکہ وہ آپ کا باپ ہے۔ یقیناً دعا کرتے وقت عزت واحترام کو ملحوظِ خاطر رکھیں اور جب کسی بات کے لئے دعا کریں تو یقین رہے کہ جو کچھ آپ مانگ رہے ہیں وہ اس کی مرضی کے مطابق ہے یعنی آپ کی دعا کی بنیاد کتابِ مُقدس کے وعدوں پر ہونی چاہئے۔ تب ہی آپ ایمان کے ساتھ دعا کر سکتے ہیں اور یقین رکھیں کہ جو کچھ آپ نے مانگا ہے خدا آپ کو عنایت کرے گا۔

یوحنا رسول نے یوں لکھا ہے کہ "اور ہمیں جو اُس کے سامنے دلیری ہے اُس کا سبب یہ ہے کہ اگر اسکی مرضی کے موافق کچھ مانگتے ہیں تو وہ ہماری سنتا ہے۔ اور جب ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم مانگتے ہیں وہ ہماری سنتا ہے تو یہ بھی جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے اس سے مانگا ہے وہ پایا ہے" (۱۔ یوحنا ۵: ۱۴۔ ۱۵)۔

ایک انتباہ

شیطان کا آپ پر کوئی اختیار نہیں ہے مگر وہ گمراہ کرنے اور مسیحیوں کو بھٹکانے میں بڑا ماہر ہے اور یہی اُس کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اس کے حربوں سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم خدا کے کلام سے واقف ہوں اور جو کچھ اس نے اپنے کلام میں کہا ہے صرف وہی کریں۔

خدا کا کلام آپ کا عظیم ترین رُوحانی ہتھیار ہے۔ جب یسوعؑ کو شیطان آزمانے کے لئے آیا تو یسوعؑ نے ہمیشہ خدا کے کلام کا حوالہ دے کر اور کلام کی تابعداری کر کے اُسے منہ توڑ جواب دیا۔ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ اگر کبھی آپ یہ سمجھیں کہ خدا نے آپ کے ساتھ کسی ایسی بات کے متعلق کلام کیا ہے جو اس کے تحریری کلام کے منافی ہے تو شاید آپ کو غلطی لگی ہے کیونکہ خدا کبھی اپنی نفی نہیں کرتا ہے۔

(نوٹ) اگر آپ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں تو کیا آپ مجھے ایک مختصر Text کر کے یا خط لکھ کر بتا سکتے ہیں؟ میں آپ کا شکر گذار ہوں گا اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہو گی کہ آپ بھی خدا کے عالمگیر خاندان میں شامل ہو گئے ہیں۔ اسلئے ضرور ہے کہ آپ مجھے بھی بتائیں کہ خُدا نے کس طور سے آپ کی زندگی کو تبدیل کیا ہے تا کہ ہم آپ کو مزید لٹریچر بھیجنے کا انتظام کریں۔ شکریہ

آپ کے جواب کا منتظر: **برادر سموئیل**

نجات خُدا کا ایک ایسا منصوبہ ہے جس کے ذریعے سے نہ صرف ہم اُسے جان سکتے ہیں بلکہ خُدا کے ساتھ رشتہ استوار کر کے اُس کے دوست بنتے ہیں اور نجات اُس دوستی کی بنیاد ہے۔ جو ہمیں یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کرنے سے ملی کیونکہ مسیح یسوع پر ایمان لانے کے بعد ہماری زندگی کی پرانی سوچیں، فکریں اور خصلتیں یکسر تبدیل ہو جاتی ہیں اور ہم ایک نئے انداز میں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔

مصنف کے بارے میں

آپ ایوری ہوم فار کرائسٹ کے ڈائریکٹر اور اُئیکوس تحریک کے رُوحِ رواں ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہر دل عزیز مصنّف اور مشنری کی حیثیت سے نوجوان نسل کے لئے خاص بوجھ رکھتے ہیں۔ آپ 22 سے زائد کُتب کے مصنّف ہیں اور اپنے خُداوند یسوع سے عشق کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ آپ متلاشیوں کی رہنمائی، ایمانداروں کی حوصلہ افزائی، صلاح کاری اور لٹریچر کی مفت تقسیم کے ذریعے خُداوند کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ کی کتب ”فتح مند زندگی“ کی دس لاکھ کاپیاں، ”بائبل کے نوجوان“ کی چار لاکھ کاپیاں جبکہ ”جنسی خواہش“ کی دو لاکھ سے زائد کاپیاں تقسیم ہو چکی ہیں۔ آپ ایک مخلص، ملنسار اور رُوح اُلقدس سے معمور خادم ہیں۔ آپ نسلِ نو کے لئے برکت اور خُدا کے جلال کا باعث ہیں۔

EVERYHOME